عرب و ہند کے طبی تعلقات

قاضی اطہر مبارکپوری
ایڈیٹر البلاغ
بمبئی

عرب و ہند کے طبّی تعلقات

عرب و ہند کے درمیان تاریخ کے قدیم دور سے گوناگوں تعلقات و روابط تھے، اور دونوں ملکوں کے باشندے ایک دوسرے کے عادات و اطوار اور تقالید و روایات سے واقف اور متاثر تھے۔ ان میں دوسرے تعلقات کی طرح طبّی تعلقات بھی اتنے ہی قدیم تھے۔ اس مضمون میں ان طبّی تعلقات ہی پر کچھ روشنی ڈالنا مقصود ہے۔

طب و حکمت اور دوسرے علوم میں ہندستان کی قدیم شہرت

ہندستان قدیم زمانے سے معدنِ علم و حکمت مانا جاتا ہے۔ یہاں کے علوم و فنون مثلاً طب و حکمت، نجوم و ہیئت، حساب و ہندسہ، موسیقی، سحر، عزائم، تخائیل، طلسمات، نیرنجات، وغیرہ دنیا کی تمام قوموں میں مشہور رہے تھے۔ مسلم مصنفین نے اپنی کتابوں میں یہاں کے ان علوم و فنون کے بارے میں بڑے قیمتی خیالات و آراء درج کیے ہیں۔

قاضی صاعد بن احمد اندلسی نے طبقات الامم میں ہندستان کے مختلف علوم و فنون کے تذکرے کے بعد یہاں کے علم و طب کے بارے میں لکھا[1] ہے کہ اہلِ ہند فنِ طب میں دنیا کی تمام قوموں سے زیادہ علم رکھتے ہیں، دواؤں کے قویٰ، مولّدات کے طبائع، اور موجدات کی خاصیات میں ان کو سب سے زیادہ بصیرت حاصل ہے۔

ابو حامد غرناطی نے تحفۃ الاحباب میں لکھا[2] ہے کہ اہلِ ہند طب، نجوم، ہندسہ اور ایسے ایسے عجیب و غریب فنون و صنائع میں سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں کہ ان کے علاوہ کوئی دوسرا ان پر قدرت نہیں رکھتا ہندستان کے پہاڑوں اور جزیروں میں عود، کافور، عطور، بخور کے درخت پیدا ہوتے ہیں۔ نیز قرنفل،

جوز بوا، سنبل، دار چینی (قرفہ)، سلیخہ، قاقلہ، کبابہ، اور مختلف انواع و اقسام کی جڑی بوٹیاں اور دوائیں پیدا ہوتی ہیں۔

جاحظ نے رسالہ فخر السودان علی البیضان میں لکھا ہے[۳] کہ اہلِ ہند فنِ طب میں سب سے آگے مانے گئے ہیں۔ ان کے یہاں طبی اسرار و رموز اور چٹکلے ہیں۔ عام بیماریوں کے لیے آسان علاج ہے۔ اسی طرح سمیات و اوجاع کے علاج ہیں نیز ان کے یہاں زود اثر منتر ہیں۔ نیز سحر اور علاج بالتدفین میں وہ ماہر مانے جاتے ہیں۔

ابن خرداذبہ نے کتاب المسالک والممالک میں خاص طور سے یہاں کے سحر، منتر، عزائم، تخائیل و طلسمات کے بارے میں لکھا ہے[۴] کہ اہل ہند کا گمان ہے کہ وہ رُقیہ اور منتر کے ذریعے سے جو چاہیں حاصل کر سکتے ہیں، حتیٰ کہ اس سے زہر پلاتے اور نکالتے ہیں؛ اوہام و عزائم کے ذریعہ سے حل و عقد کرتے ہیں؛ نفع و نقصان پہنچاتے ہیں' اور ایسے ایسے خیالاتی کرتب ظاہر کرتے ہیں جن کو عقلمند آدمی دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ وہ بارش کے روک دینے کا بھی دعوا کرتے ہیں۔

ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے اطباء و حکماء علاج بالادویہ والعقاقیر کے ساتھ علاج بالسحر والعزائم میں بھی عالمی شہرت رکھتے تھے' اور علاج کے ان دونوں طریقوں کا عام رواج تھا۔ ہم انھیں کو مادّی علاج اور روحانی علاج سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔

قدیم عربی طب و اطباء :

زمانۂ قدیم سے ہندستان کے کئی طبقے عرب میں موجود تھے۔ ان میں زط یعنی جاٹ، سیابجہ، بیاسرہ، اساوِرہ، احامرہ اور عید کی مستقل سکونت مشرقی سواحلی علاقوں میں تھی؛ اور یمن ہجر، قطیف، یمامہ، بحرین، ادمان میں ان کی اچھی خاصی جمعیت تھی۔ یہ لوگ اپنی دوسری موروثی روایات و امتیازات کی طرح علاج و معالجہ میں ہندی طب اور طریقۂ علاج سے بھی کام لیتے تھے؛ اور مقامی عرب باشندے بھی اس سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ ویسے عربوں میں بھی ان کے قبائلی اور روایتی علاج کا رواج تھا' جو فنی اور علمی نہیں بلکہ تجرباتی اور موروثی تھا۔ ان کے یہاں کچھ ایسے اطباء و حکماء بھی تھے جو موروثی طب اور طریقۂ علاج کے ساتھ فنی اور علمی طب بھی جانتے تھے' اور اس بارے میں انھیں شہرت و مقبولیت حاصل تھی۔ چنانچہ عہدِ اسلام سے قریب کے زمانے میں حارث بن کلدہ

ثقفی اس فن میں ماہر و حاذق تھا اور "طبیب العرب" کے لقب سے پہچانا جاتا تھا۔ اس نے ایران و یمن وغیرہ کا سفر کر کے علم طب حاصل کیا تھا ساتھ ہی وہ عربوں کے روایتی اور موروثی علاج سے بھی واقف تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو ایک مرض میں مشورہ دیا تھا کہ وہ حارث بن کلدہ کو بلا کر اپنا علاج کرائیں[۵]۔ اس کا بیٹا نضر بن حارث بھی باپ کی طرح طبیب حاذق تھا۔ اس نے بھی ایران وغیرہ جا کر یہ فن حاصل کیا تھا۔ نضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا۔ وہ ایران سے قصص و روایات لا کر عربوں کو سناتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ باتیں محمدؐ کی باتوں سے بہتر ہیں۔ وہ غزوۂ بدر میں مشرکین مکّہ کے ساتھ گرفتار ہوا اور مارا گیا[۶]۔

قبیلہ بنی ازد کی زینب نامی ایک عورت فنِ جراحت اور امراضِ چشم کے علاج میں سارے عرب میں مشہور تھی، "طبیبۃ بنی ازد" کے لقب سے پکاری جاتی تھی، حتّٰی کہ بعض شعرائے عرب نے اپنے اشعار میں اس کا ذکر کیا ہے[۷]۔

صحابی اطباء :

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی ایسے طبیب و حکیم تھے جو علاج معالجے میں شہرت رکھتے تھے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس فن سے پوری واقفیت رکھتے تھے اور دواؤں کے ذریعے علاج کرتے کراتے تھے جیسا کہ معلوم ہو گا۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دینی علوم میں اعلم النّاس ہونے کے ساتھ فنِ طب میں بھی یہی مرتبہ رکھتی تھیں اور باقاعدہ علاج کرتی تھیں۔ ہشام بن عروہؒ اپنے والد حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو فقہ، طب اور شعر کا عالم نہیں دیکھا۔ صحیحین میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے خود حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج ذریرہ سے کیا ہے۔ اطباء صحابہ میں حضرت ابن ابی رمثہ قابلِ ذکر ہیں۔ ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ ابن ابی رمثہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اعمالِ ید اور صناعت جرح میں آگے تھے، لیکن فنی طب میں فائق نہیں تھے۔ قفطی نے بھی ان کے بارے میں یہی

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن ابی رمثہ تشریح الاجسام میں روایتی طریقۂ علاج سے کام لیتے تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر مہر نبوت دیکھی اور اسے کوئی بیماری سمجھ کر علاج کرنے کی پیش کش کی تو آپ نے فرمایا کہ تم طبیب ہو، رفیق اللہ تعالیٰ ہے[9]۔

عرب کے ہندی اطباء:

جیسا کہ بیان ہوا ان عربی اطباء کے ساتھ ہندی اطباء بھی عرب میں موجود تھے؛ جو اپنے طریقۂ علاج میں کامیابی اور شہرت رکھتے تھے اور مقامی عرب باشندے اپنے مرض و صحت میں ان کی طرف رجوع ہوتے تھے۔ چنانچہ یمن میں ہندستان کے ایک بزرگ طبیب حضرت بیرزطن الهندیؒ کسریٰ بادشاہ کے دور میں تھے۔ وہ ہندی بوٹی خشیشۃ القنب یعنی بھنگ کے ذریعے علاج کرتے تھے۔ انھوں نے پہلی بار عرب میں اس طریقۂ علاج کو رائج کیا؛ اس بارے میں وہ دیارِ یمن میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ انھوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور اسلام قبول کیا؛ حافظ ابن حجرؒ نے الاصابہ کی چوتھی فصل میں ان کا مستقل تذکرہ کیا ہے[10]۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں ایک طبیب جاٹ قوم سے تھے جو ہندستانی سحر کے علاج میں مشہور و ماہر تھے۔ امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں لکھا ہے[11] کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار پڑیں تو ان کے بھتیجوں نے ایک جاٹ طبیب سے اس کا تذکرہ کیا اور اس نے بتایا کہ ان کی باندی نے سحر کیا ہے۔

طب نبوی اور طب ہندی:

ہم ہندستانیوں کے لیے کیا یہ کم فخر کی بات ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندی دوائیں استعمال فرمائی ہیں اور ان کے استعمال کی دوسروں کو تاکید کی اور ترغیب دی ہے۔ محدثین نے کتب احادیث میں کتاب الطب اور باب الطب کے عنوان سے ایسی دواؤں اور طریقۂ علاج کا ذکر کیا ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمایا[12] یا دوسروں کو ان کے استعمال کا حکم دیا نیز الطب النبوی کے نام سے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ایسی دواؤں میں کئی ایک کا تعلق ہندستان سے ہے۔ واضح ہو کہ

احادیث میں جسمانی دوا علاج کے سلسلہ میں جو اعمال و احکام آئے ہیں ان کی حیثیت تشریعی نہیں ہے، بلکہ مقامی اور موروثی ہے۔ اور یہ ضروری نہیں ہے کہ جو دوا کسی مرض کے حق میں ملکِ عرب کی آب و ہوا میں مفید ہو، وہ دوسرے ملک کی آب و ہوا میں بھی فائدہ مند ہو، جیسا کہ علماء نے اس کی تصریح کی ہے۔

اس سلسلے میں قُسطِ ہندی (کُٹھ، قُط، قسط، کست، کشت، عودِ ہندی) خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کے علاج میں ماؤں کو اس کے استعمال کی سخت تاکید فرمائی ہے اور اس سے سات بیماریوں سے شفا کی خبر دی ہے۔ امام بخاری نے الجامع الصحیح میں "باب السعوط بالقسط الھندی البحری وھو الکست" کے عنوان سے مستقل باب قائم کیا ہے۔ پھر یہ روایت درج کی ہے[12] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام قیس بنت محصن رض کو تاکید فرمائی کہ عورتیں شیر خوار بچوں کے جم اور عُذرہ (یعنی گھانٹی بڑھ جانے) کے مرض میں قسطِ ہندی استعمال کریں، اور اس میں سات بیماریوں سے شفا کی خبر دی ہے۔ معمولی سے فرق کے ساتھ یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ملتی ہے۔ نیز صحیح مسلم میں یہ حدیث بھی آئی ہے کہ تمھارے لیے بہترین علاج حجامت (پچھنے) اور قسطِ بحری ہے۔ شارحینِ حدیث نے لکھا ہے کہ یہاں قسطِ بحری سے مراد قسطِ ہندی ہے جو براہِ سمندر ہندستان سے عرب جاتی تھی۔

عورتوں کی ماہواری بند ہو جانے کے بعد قسطِ ہندی کا استعمال مفید ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی اجازت دی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ام عطیہ رض سے روایت ہے[13] کہ آپ نے ہم کو اجازت دی ہے کہ پاکی کے موقع پر جب عورت حیض کے بعد غسل کرے، تو تھوڑی سی کستِ اظفاری استعمال کرلے۔ محدث ابن تین نے اس حدیث میں کست اظفار کے بجائے کستِ ظفار بتایا ہے۔ ظفار یمن کا ایک ساحلی تجارتی شہر ہے اور کستِ ہندی و مشکِ ہندی اس کی طرف منسوب ہو کر کستِ ظفاری اور مشکِ ظفاری کہلاتا ہے۔

بعض احادیث میں کستِ ہندی کو بچوں کے دردِ سر اور نکسیر میں بھی مفید بتایا گیا ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رض کے حجرے میں تشریف لائے۔ دیکھا کہ ایک

بچے کے دونوں نتھنوں سے خون جاری ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بچے کا یہ حال عُذرہ یا دردِ سر کی وجہ سے ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا: تم عورتوں پر افسوس ہے، اپنی اولاد کی جان مت لو جس عورت کے بچے کو عُذرہ یا دردِ سر ہو وہ قسطِ ہندی لے کر گھِسے، پھر اسی کی ناس دے۔[۴]

محدثین نے یہ بھی لکھا[۵] ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسطِ ہندی سے جن سات بیماریوں کی شفا بتائی ہے، ان میں سے بعض کا شفایاب ہونا وحی سے تھا، اور بعض کا علم تجربہ سے۔ اسی طرح ذریرۂ ہندی کا استعمال بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یہ دوا قلب کو تقویت اور فرحت دیتی ہے تاثیر میں حار یابس ہے؛ معدہ اور کبد کے ورم کے لیے نافع ہے۔ صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت[۶] ہے کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلعم کے علاج میں ذریرہ استعمال کیا ہے۔ اسی سلسلہ مستدرک حاکم کی ایک روایت بھی قابلِ توجہ[۷] ہے جس میں ہندستان کے ایک راجا کے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں زنجبیل (ادرک، سونٹھ) کا ہدیہ مدینہ منورہ بھیجنے کا ذکر ہے اور جسے آپؐ نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے صحابہ کو کھلایا تھا۔ زنجبیل قدیم زمانہ سے عربوں کی مرغوب چیز رہی ہے۔ قرآن شریف میں زنجبیل اور کافور کا ذکر ملتا ہے۔ اگر احادیث و آثار کا غائر مطالعہ کیا جائے تو ہندستان کی مزید ادویہ و عقاقیر کا نشان مل سکتا ہے جو عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ میں استعمال ہوتی تھیں۔

امام ابن قیم نے زاد المعاد میں نہایت تفصیل سے طبِ نبوی کو بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ عرب اور ہندستان کے اطبا، مفردات کے ذریعے سے علاج کرتے تھے اور بوقتِ ضرورت معاون یا مصلح دواؤں کا اضافہ کر لیتے تھے۔

علمی اور فنی طب اموی دور میں:

اموی دور شروع ہوتے ہی عرب و ہند کے درمیان طبی تعلقات علمی اور فنی انداز میں استوار ہونے لگے اور یہاں کے اسرار و حِکَم اموی خلفاء و امراء کے لیے کشش کا باعث ثابت ہوئے۔ قاضی رشید بن زبیرؔ نے کتاب الذخائر والتحف میں لکھا[۸] ہے کہ ہندستان کے علاقے ارضِ چین کے ایک راجا نے حضرتِ معاویہؓ کی خدمت میں ایک گرانقدر کتاب ہدیۃً بھیجی، جو یہاں کے

علوم کے اسرار و رموز پر مشتمل تھی۔ بعد میں یہ کتاب ان کے پوتے خالد بن یزید کے پاس پہنچی۔ وہ اس کتاب سے کیمیاگری وغیرہ کے اہم کام کرتا تھا۔ جاحظ نے بھی کتاب الحیوان میں اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے[۱۹]، اور عبدالملک بن عمیر نامی ایک عالم کا یہ نقل کیا ہے کہ میں نے معاویہ کے دفتر (دیوان) میں ایک کتاب دیکھی ہے جو ملک الصین کی طرف سے آئی تھی۔

خالد بن یزید بن معاویہ کو طب و حکمت، نجوم و ہیئت اور صنعت و کیمیا میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ اس کے لیے طب اور نجوم اور کیمیا کی متعدد کتابوں کے ترجمے عربی زبان میں کیے گئے تھے۔ ابن ندیم نے الفہرست میں لکھا ہے[۲۰] کہ وہ کیمیاگری میں کامیاب تھا۔ اس موضوع پر اس کے اشعار بھی ہیں۔ اس کی تصانیف میں سے کتاب الصحیفۃ الکبیر اور اشعار ابن ندیم نے دیکھے تھے۔

اموی دور میں باقاعدہ فنی اور علمی طب کے ذریعے علاج معالجہ شروع ہو گیا تھا اور اموی خلفاء و امراء نے یونانی اور رومی طریقۂ علاج و ادویہ کو اپنے دربار میں جگہ دی۔ چونکہ اس زمانے میں عام طور سے عیسائی ہی حاذق و ماہر اطباء و حکماء تھے، اس لیے وہی درباری طبیب ہوئے، خاص طور سے حضرت معاویہؓ نے فنی اور علمی طب کی طرف توجہ کی۔

طبیب العرب حارث بن کلدہ ثقفی ایک روایت کے مطابق[۲۱] حضرت معاویہ کے زمانے تک زندہ رہا اور وہ اپنا علاج اس سے کراتے تھے۔

ابن اثال نصرانی دمشق کے ممتاز اطباء میں تھا۔ وہ مفرد و مرکب دواؤں کے قویٰ و تاثیرات اور زہر کے علاج سے واقف تھا۔ یہ بھی حضرت معاویہ کے خصوصی معالجوں میں تھا[۲۲]۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کے خاندان کے ایک بزرگ عبدالرحمن نامی بیمار پڑے، تو حضرت معاویہ نے ان کے علاج کے لیے ایک یہودی طبیب کو بلایا، جو اُن کے دربار میں باریاب تھا[۲۳]۔

ابوالحکم دمشقی نصرانی اپنے زمانے کا حاذق طبیب تھا۔ وہ بھی حضرت معاویہ کا خصوصی معالج تھا۔ اس کا بیٹا حکم دمشقی بھی نامی گرامی طبیب تھا۔ وہ عباسی دور تک زندہ رہا اور خلفاء اس کی طبی خدمات حاصل کرتے رہے[۲۴]۔ حکم کا بیٹا عیسیٰ بن حکم نصرانی خاندانی طبیب تھا، اس کی طبی تصانیف میں کتاب کناش اور منافع الحیوان ہیں۔ تیاذوق طبیب اپنے فن میں بڑا ماہر

تھا، وہ حجاج بن یوسف کا معالج تھا، اور حجاج اس سے بہت مانوس تھا۔[۲۵] عبد الملک بن ابجر کنانی اسکندریہ کی طبی یونیورسٹی میں معلم تھا۔ فتح مصر کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز اس کی بڑی قدر کرتے تھے، اور اس سے اپنا علاج کراتے تھے۔[۲۶]
خلیفہ ہشام بن عبد الملک ہندی خضاب استعمال کرتا تھا جس کا رنگ اور چمک ایک سال تک بالوں کی جڑ میں رہتی تھی۔[۲۷]

ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اموی دور میں طب و حکمت کو فنی اور علمی حیثیت سے عربوں میں مقبولیت حاصل ہونے لگی تھی اور وہ عربی کے مقابلے میں یونانی اور رومی طب کو ترجیح دینے لگے تھے، مگر اب تک ہندی طب و حکمت سے اعتنا نہیں ہو سکا تھا۔

ہندی طب و حکمت عباسی دور میں :

اموی دور میں عربوں کو دینی علوم کی تدریس و تدوین کے انہماک نے دوسرے علوم و فنون کی طرف بہت کم متوجہ ہونے دیا۔ البتہ عباسی دور میں اس کی طرف توجہ ہوئی اور دنیا کی مختلف قوموں کے اختلاط اور مختلف ممالک سے تعلقات نے ان کے علوم و فنون کے لیے راہ پیدا کی چنانچہ اس دور کی ابتدا ہی میں ہندی علوم و فنون پر ان کی نظر گئی، اور دونوں طرف سے اس بارے میں تعلقات کی ابتدا یوں ہوئی کہ ایک مرتبہ خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے اسمٰعیل بن عبد اللہ سے مختلف ملل و اقوام کے بارے میں معلومات حاصل کیں جب اہل ہند کے بارے میں دریافت کیا تو اسمٰعیل بن عبد اللہ نے بتایا۔[۲۸]

واهل الهند حكماء استغنوا ببلادهم فاكتفوا بها عما يليهم	اہل ہند حکیم و دانا ہیں، وہ لوگ اپنے علم و حکمت کی وجہ سے پڑوسی قوموں سے بے نیاز ہو کر اپنے ملک میں رہتے ہیں۔

اس کے بعد ہی ۱۵۶ھ میں ہندستان سے ایک منجّم و فلسفی اور ماہر ہندسہ عالم خلیفہ ابو جعفر منصور کے دربار میں بغداد پہنچا۔ اس کے پاس یہاں کے مشہور فلکیاتی حساب ہند سند (سدھانت) پر ایک کتاب تھی جس میں ستاروں کی رفتار، بروج، کسوف اور خسوف کے باریک حسابات تھے۔ خلیفہ نے اس ہندی عالم سے کہا کہ وہ اس کتاب کا عربی زبان میں ترجمہ

کر دے۔ مگر اس نے عربی سے ناواقفیت کی وجہ سے معذرت کر دی۔ اس پر خلیفہ نے محمد بن ابراہیم فزاری سے اس کا ترجمہ عربی میں کرایا جو مدتوں عربوں کے استعمال میں رہا؛ اس کا نام سندہند الکبیر ہے۔[۲۹]

اس کے بعد ہی سے عباسی دور میں ہندی طب و حکمت کی مقبولیت شروع ہوئی اور اس کی اہمیت و ضرورت کا احساس بڑھنے لگا، حتیٰ کہ خلیفہ مامون (۱۹۰ھ تا ۲۱۸ھ) کے زمانے میں برامکہ نے ہندی طب اور اطبا پر خصوصی توجہ دی اور انھیں رومی طب و اطبا کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔ یہاں کے اطبا کو ہر طرح نوازا؛ ان کی قدر و منزلت کی، ہندی طب کی کتابوں کے عربی زبان میں ترجمے کرائے؛ ہندستان کے نامی گرامی اطبا و حکما کو بغداد آنے کی دعوت دی اور شفاخانے قائم کر کے ان کو وہاں نگران اور انچارج بنایا، اور ان میں ہندی طریقۂ علاج جاری کیا؛ عباسی خلفاء اور ان کے امراء و حکام نے ہندی علاج کیا کرایا۔

برامکہ کی سرپرستی

برمکی وزراء و امراء میں سب سے پہلے یحییٰ بن خالد برمکی نے اس کی طرف خصوصی توجہ کی۔ اس کے بعد دوسرے برامکہ نے اس سلسلے میں بہترین خدمات انجام دیں۔ صورت یہ ہوئی کہ خلیفہ مامون کے زمانے ۲۱۳ھ میں سندھ کے امیر بشر بن داؤد نے سرتابی کی۔ اس کی تادیب کے لیے مامون نے غسان بن عباد کو سندھ بھیجا۔ اس کے ساتھ اس کا طبیبِ خاص ابراہیم بن فرادن بھی یہاں آیا، جو اپنے زمانے کا نامی گرامی طبیب و حکیم تھا۔ خلیفہ مامون نے غسان بن عباد کے ساتھ یحییٰ بن خالد کے بیٹے موسیٰ بن یحییٰ کو یہ ہدایت دے کر روانہ کیا کہ غسان بن عباد بغاوت فرو کرنے کی کوشش کرے اور اس کے بعد خود موسیٰ بن یحییٰ برمکی کو امیر البلد اور حاکم سندھ بنائے۔ چنانچہ غسان نے بشر بن داؤد کو زیر کرنے کے بعد سندھ کی امارت و حکومت موسیٰ بن یحییٰ برمکی کے حوالہ کر دی۔ وہ کئی سال تک یہاں کامیاب حکومت کرنے کے بعد ۲۲۱ھ میں فوت ہوا۔ اس نے مرتے وقت اپنے بیٹے عمران بن موسیٰ برمکی کو یہاں کی امارت سپرد کی جسے ذوالحجہ ۲۲۷ھ میں عمر بن عبد العزیز ہباری بانیِ دولت ہباریہ منصورہ

(سندھ) نے قتل کر دیا۔

غسان بن عباد کے ساتھ ایک اور برمکی امیر بھی سندھ آیا تھا جس کا تذکرہ ابن خلکان نے جاحظ کے حالات میں کیا ہے۔ وہ یہاں سے سونے کی بڑی مقدار ہلیلہ کی شکل میں ڈھلوا کر خفیہ طور سے بصرہ لے گیا تھا۔ اس وقت جاحظ فالج کے مرض میں مبتلا تھا۔ اس نے اس سونے میں سے تھوڑا سا جاحظ کو بھی دیا تھا۔[۳۰] اس طرح چودہ پندرہ سال تک تین برمکی امرا و حکام کا تعلق ہندستان سے رہا اور اسی دور میں عرب کا مشہور طبیب ابراہیم بن فزارون بھی یہاں مقیم رہا۔

ان برمکی امراو نے یہاں کے قیام کے دوران ہندوستانی طب و اطبا سے خصوصی دلچسپی لی مزید برآں انھوں نے یہاں کے مذاہب کے بارے میں بھی وافر معلومات بہم پہنچائیں۔ خود یحییٰ بن خالد برمکی نے بغداد میں رہ کر اس کی طرف خاص طور سے توجہ کی اور سندھ میں اپنے بیٹے اور پوتے کی امارت کے زمانے میں بغداد سے آدمی بھیج کر یہاں کے بارے میں تحریری معلومات حاصل کیں۔ کہنا چاہیے کہ یحییٰ بن خالد ہی اس کا محرک تھا۔ ابن ندیم نے لکھا ہے کہ یحییٰ بن خالد برمکی نے ایک شخص کو ہندستان روانہ کیا تاکہ وہ یہاں کی عقاقیر (جڑی بوٹیوں) کو بغداد لائے۔ ساتھ ہی اہلِ ہند کے مذاہب کو مدوّن و مُرتب شکل میں اس کے سامنے پیش کرے۔ واقع یہ ہے کہ عرب دورِ حکومت میں یحییٰ بن خالد اور برامکہ کی ایک جماعت نے ہندستان کے معاملات سے پوری دلچسپی لی اور یہاں کے علوم و فنون کا غائر مطالعہ کیا اور ہندی اطباء کو بغداد آنے کی دعوت دی۔[۳۱]

چنانچہ یہاں کے اطباء و حکماء اور شعراء یحییٰ بن خالد کے دربار میں پہنچنے لگے اور اس نے اُن کی قدردانی اور علم نوازی کا دل کھول کر مظاہرہ کیا۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو: امام ابن حبان بستی[۳۲] نے روضۃ العقلاء و نزھۃ الفضلاء میں لکھا ہے کہ ہندستان سے ایک شاعر یحییٰ بن خالد برمکی کے دربار میں بغداد پہنچا۔ اس کے ساتھ ایک مترجم بھی تھا، جو ہندی سے عربی میں ترجمہ کرتا تھا۔ مترجم نے یحییٰ بن خالد سے کہا کہ یہ ہندی شاعر آپ کی مدح میں اشعار سنانا چاہتا ہے۔ یحییٰ بن خالد نے اجازت دی۔ اس پر ہندی شاعر نے اپنی زبان سے یہ شعر سنایا:

" ار ، اصبع ، لکرا کی ، کر مندر "

یحییٰ بن خالد نے مترجم سے پوچھا: یہ شخص کیا کہہ رہا ہے؟ مترجم نے اس کے ترجمے کے طور پر یہ شعر سنایا:

اذا المکارم فی آفاقنا ذکرت   فانما بك فیها یضرب المثلُ

(جب ہمارے دیار میں عزت و شرافت کے کارناموں کا تذکرہ کیا جاتا ہے، تو اس میں آپ کی ذات بطور مثال پیش کی جاتی ہے۔)

یحییٰ بن خالد نے یہ سن کر ایک ہزار دینار انعام دیا۔"

ہندی اطباء بغداد میں:

خالد بن یحییٰ برمکی نے جن ہندی اطباء و حکماء کو عرب آنے کی دعوت دی اس پر جن اصحاب نے وہاں جاکر اپنے کارناموں کی وجہ سے شہرت پائی، ان میں سے چند کے نام یہ ہیں: بازیگر ہندی، بہلہ ہندی، قلبرقل ہندی، ابن دھن ہندی، منکہ ہندی وغیرہ۔

منکہ ہندی کی طبی حذاقت و مہارت کا شہرہ ہندستان سے عرب تک تھا۔ اسے خلیفہ ہارون کے علاج کے لیے بڑے اہتمام کے ساتھ بغداد بلایا گیا تھا۔ وہ امیر اسحاق بن سلمان ہاشمی کا معالجِ خاص تھا اور اسی کے شفاخانہ کا انچارج تھا۔ وہ عربی اور ہندی دونوں زبانوں کا ماہر تھا، اور اسی لیے اس نے ہندستان کی بعض طبی کتابوں کا عربی میں ترجمہ بھی کیا۔

ابن دہن ہندی بغداد کے ایک سرکاری شفاخانے کا انچارج تھا اور ہندی کتابوں کے ترجمہ و شرح کی خدمت بھی انجام دیتا تھا۔ یہ بھی دونوں زبانوں میں مہارت رکھتا تھا

بہلہ ہندی، اس کا بیٹا صالح بن بہلہ اور پوتا حسن بن صالح تینوں بغداد میں اپنے اپنے دور کے مشاہیر اطباء میں تھے، وہ خلفا اور امراء کا علاج کرتے تھے۔ (ان اطباء کے مفصل حالات ہماری کتاب رجال السند والہند میں ملاحظہ ہوں)

ہندی کتابوں کے تراجم و شروح:

برامکہ کے بعد دوسرے امرائے ادب نے بھی اس دور میں بہت سی ہندی کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں کرایا اور ان کی شرحیں لکھوائیں۔ ابن ندیم نے الفہرست میں ان کی تفصیل یوں بیان

کی ہے۳۳: (۱) کتاب سسرد۔ اس میں دس مقالات تھے۔ یحییٰ بن خالد برمکی نے شفا خانے کے افسر منکہ ہندی کو اس کے ترجمے کا حکم دیا؛ (۲) کتاب استانکر الجامع۔ اس کی شرح عربی زبان میں ابن دھن ہندی نے لکھی؛ (۳) کتاب سیرک۔ اس کا ترجمہ پہلے ہندی سے فارسی میں ہوا۔ اس کے بعد عبداللہ بن علی نے عربی میں اس کی شرح لکھی؛ (۴) کتاب سندستاق کا مطلب کتاب صفوۃ النجح ہے۔ اس کی شرح ابن دھن ہندی صاحب بیمارستان (شفا خانہ) نے کی؛ (۵) کتاب مختصر للهند فی العقاقیر۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ ہندستانیوں جڑی بوٹیوں پر اس مختصر سی کتاب کا ترجمہ کیا گیا؛ (۶) کتاب علاجات الحبالی للهند۔ حاملہ عورتوں کی بیماریوں اور ان کے علاج کے بارے میں اس کتاب کا بھی ترجمہ ہوا؛ (۷) کتاب توقشتل۔ اس میں سو بیماریوں کی سو دواؤں کا بیان تھا؛ (۸) کتاب رُوسا الهندیۃ فی علاجات النساء۔ یہ ایک ہندی عورت روسانالی کی کتاب تھی، جس میں عورتوں کی بیماریوں اور ان کے علاج کا بیان تھا۔ عربی میں ترجمہ کی گئی؛ (۹) کتاب العسکر للهند؛ (۱۰) کتاب اسماء عقاقیر الهند۔ اس میں ہندستان کی جڑی بوٹیوں کا ذکر تھا۔ اسحاق بن سلیمان بن علی ہاشمی کے حکم سے منکہ ہندی نے عربی زبان میں اس کی شرح لکھی؛ (۱۱) کتاب رائے الهند فی اجناس الحیات وسمومہا۔ یہ ہندستان کے کسی راجہ کی کتاب تھی جس میں سانپوں کے اقسام اور زہر کا بیان اور علاج تھا؛ (۱۲) کتاب التوہم فی الامراض والعلل توقشتل ہندی۔ اس کا بھی عربی میں ترجمہ ہوا۔

ہندی دوائیں اور جڑی بوٹیاں:

ہندستان کے اطباء و حکماء اور یہاں کی طبی کتابوں کے ساتھ ہندی عقاقیر و ادویہ کی مقبولیت عرب میں عام ہوئی اور یہ بھاری تعداد اور مقدار میں بغداد اور بصرہ کے بازاروں میں ملنے لگیں۔ اس زمانے میں یہاں سے عرب جانے والی اشیاء میں ان عقاقیر و ادویہ کے نام ملتے ہیں۳۴: صندل سرخ، صندل سفید، کافور، جوز بوا، ہلیلہ، قرنفل، قاقلہ، کبابہ، نارجیل، سنبل، دارچینی، قرفہ، ہلیلجہ، بسباسہ، توتیا، مشک، عنبر، مختلف اقسام کے عطور اور مختلف اقسام کے بخور و عود۔

بغداد اور بصرہ اور دوسرے شہروں میں ہندستانی دواؤں اور جڑی بوٹیوں کی

بڑی بڑی دکانیں تھیں جن میں عام طور سے سندھی ملازم رکھے جاتے تھے ان کی ایمانداری اور کاروبار میں مہارت کی وجہ سے زیادہ نفع ہوتا تھا۔ جاحظ نے لکھا ہے کہ بصرہ کے ایک تاجر محمد بن سکن کے سندھی ملازم ابو روح فرج نے کاروبار میں اس قدر ترقی کی کہ محمد بن سکن کا شمار بصرہ کے اونچے تاجروں میں ہونے لگا۔ اس کی دیکھا دیکھی وہاں کے صرّاف اور بربہارات کے بنادرہ نے سندھی غلام خریدے۔ بربہار اور بربہارات وہ دوائیں اور جڑی بوٹیاں تھیں، جو ہندستان سے بغداد و بصرہ جاتی تھیں۔ بُندار اور بنادرہ تھوک فروش تجار تھے[۳۵]

عربوں میں ہندی طب اور عقاقیر وادویہ کی مقبولیت میں برمکی وزراء، عباسی خلفاء و امراء اور ہندی اطباء کی طرح سندھی اور ہندی ملازم دوا فروشوں اور ہندی شاعروں کے حسنِ خدمت کا بھی بڑا دخل ہے۔ انھوں نے عباسی دور کے عہدِ شباب میں نشاط و انبساط سے اس کی ترویج میں حصہ لیا ہے۔

آخر میں ہم اس دور کے ایک مشہور سندھی شاعر ابو الضلع کا ایک فخریہ قصیدہ پیش کرتے ہیں جس میں اس وطنی شاعر نے بغداد میں رہ کر اپنے وطن ہندستان میں پائی جانے والی عقاقیر و ادویہ اور دیگر خوش منظر و محیر العقل چیزوں کا تذکرہ کیا ہے، ملاحظہ ہو:

لقد انکر اصحابی وما ذاك بالافضل   اذا ما مدح الهند، وسهم الهند فی المقتل

لعمری انها ارض اذا القطر بها نزل   یصیر الدرّ والیاقوت، والدرّ لمن یعطل

فمنها المسك والکافور والعنبر والمندل   ومنها العاج، والساج، ومنها العود والصندل

وان التوتیا فیها کمثل الجبل الاطول   ومنها الببر والنمر ومنها الفیل والدغفل

ومنها الکرك والببغاء والطاؤس والجوزل   ومنها شجر الرانج، والساسم والفلفل

سیوف ما لها مثل قد استغنت عن الصیقل   وارماح اذا اهتزت اهتز بها الجحفل

وهل ینکر هذا الفضل الّا الرجل الاخطل[۳۶]

حواشی
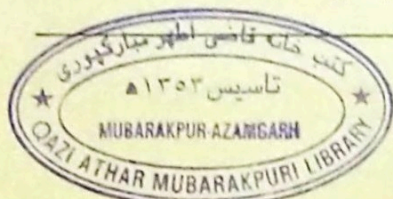
۱۔ طبقات الامم: ۵۱
۲۔ تحفۃ الاحباب: ۴۹
۳۔ رسائل الجاحظ ۱: ۲۲۳
۴۔ المسالک والممالک: ۱: ۲۰۷
۵۔ طبقات الاطباء ابن ابی اصیبعہ ۱: ۱۱۰، اخبار الحکماء (قفطی) ۱۲۰: ۱۱۲
۶۔ تبثیت دلائل النبوۃ (قاضی عبدالجبار) ۱: ۵۳ وغیرہ
۷۔ طبقات الاطباء ۱: ۱۴۳
۸۔ استیعاب ۲: ۶۵۷؛ تہذیب التہذیب ۱۲: ۱۳۵
۹۔ طبقات الاطباء ۱: ۱۱۶؛ اخبار الحکماء: ۲۸۴
۱۰۔ الاصابہ ۱: ۱۰۸
۱۱۔ الادب المفرد: ۲۷۰
۱۲۔ صحیح البخاری کتاب الطب باب سعوط
۱۳۔ صحیح بخاری، باب الطیب للمرأۃ عند غسلہا من الحیض
۱۴۔ زاد المعاد (ابن قیم) ۲: ۸۰
۱۵۔ فتح الباری ۱۰: ۱۲۱
۱۶۔ زاد المعاد ۳: ۱۳۳
۱۷۔ المستدرک حاکم ۴: ۳۵
۱۸۔ کتاب الذخائر والتحف: ۱۰۵
۱۹۔ کتاب الجماہر ۷: ۲۶۳
۲۰۔ الفہرست: ۴۹۷
۲۱۔ طبقات الاطباء ۱: ۱۱۰
۲۲۔ ایضاً ۱۶۶
۲۳۔ استیعاب ۲: ۴۰۸
۲۴۔ طبقات الاطباء ۱: ۱۱۹
۲۵۔ ایضاً ۱: ۱۲۱
۲۶۔ ایضاً ۱: ۱۱۶
۲۷۔ مروج الذہب ۱: ۱۶۷
۲۸۔ تاریخ طبری ج ۸: ۱۷۱
۲۹۔ ۲۹ اخبار الحکماء: ۲۷۰
۳۰۔ وفیات الاعیان ۱: ۲۲۴
۳۱۔ الفہرست: ۴۸۴
۳۲۔ روضۃ العقلاء: ۲۱۴
۳۳۔ الفہرست ۴۲۱
۳۴۔ المسالک والممالک: ۱۷ وتحفۃ الاحباب: ۴۹؛ کتاب التبصرۃ بالتجارۃ جاحظ
۳۵۔ رسائل جاحظ ۱: ۱۷۰، ۱۷۱ (حاشیہ) کتاب الحیوان ذکر فیل، وآثار البلاد قزوینی۔